Vol 02 No 02 2023 صریرخامہ
SAREER A KHAMA
Bi-Annual Research Journal
Publish By
TAFHEEM RESEARCH CENTRE (SMC-PRIVATE) LIMITED LAHORE

خدمت خلق کا معنی ومفہوم اوراین جی اوز کاکردار، تضمینیی مطالعہ
The Meaning and Concept of Public Service and the Role of the Government: A Confirmatory Study

Khushhall Shaheen
Visiting Lecturer Hailey College of Commerce, Punjab University Lahore
mphil2017itc@gmail.com
Muhammad Fiaz Ud Din
M.phil Scholar Islamic Studies
Mohi-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, Azad Kashmir
Email: Muhammadfiazuddin1@gmail.com
Shabnam Begum
Lecturer Islamic Studies Mohi-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, Azad Kashmir

Abstract:
Serving the creation of God is indeed a fundamental characteristic of humanity. Allah Almighty has bestowed upon human nature the qualities of empathy and compassion. Human beings are the noblest of creatures, and this status is attained through intellect, understanding, and mutual compassion. Since the existence of Prophet Adam (peace be upon him), humanity possesses the potential for both good and evil. However, circumstances and environments amplify or diminish the manifestation of these traits. Service to humanity is essentially an inclination that drives humans to assist others. It involves actions such as lending a helping hand to the fallen, aiding the needy, or facilitating ease for one another, as well as supporting the visually impaired or disabled individuals.
Due to societal transformations, the agenda of serving humanity is being organized and delineated within a structured framework by various entities including NGOs. Non-Governmental Organizations serve as a platform for humanitarian service, operating globally to sustain their endeavors.
Keywords: Service to humanity, NGOs, Noblest of creatures, Good and evil, Vulnerable individuals.

مخلوق خدا کی خدمت کرنا درحقیقت انسانیت کا بنیادی وصف ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے انسان کی فطرت میں ہمدردی اور غمگساری ودیعت کی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور یہ مقام انسانیت کو عقل و فہم اور باہم ہمدردی کی بنا پر ملا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے کے بعد سے انسان میں خیر اور شر دونوں کا مادہ رکھا گیا ہے۔ لیکن حالات اور ماحول انسان کے خیر اور شر کو بڑھاتے اور گھٹاتے ہیں۔خدمت خلق درحقیقت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو دوسرے انسان کی مدد کرنے پر اکساتا ہے۔ کسی گرتے کو تھام لینا، کسی بے کس کی مدد کرنا یا ایک دوسرے کے لیے آسانی پیدا کرنا، اسی طرح نابینا یا معذور افراد کو سہارا دینا ہوتا ہے۔

خدمت خلق کے پیچھے جو جذبہ کار فرما ہے وہ انسانی جان کی حرمت اور احترام کا جذبہ ہے۔بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر انسان کو آرام اور سکون پہنچانے کا نام خدمت خلق ہے۔دنیا میں ہر انسان کی صلاحیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔بلکہ ایک انسان میں اگر ایک معاملے میں خوبی ہو گی تو کسی دوسرے معاملے میں خامی بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے کسی امیر شخص کے پاس بیش

بہا دولت ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ بیماری کا شکار ہے تو اسے ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کسی غریب فرد کے پاس ذہانت ہے لیکن کاروبار شروع کرنے کو پیسے نہیں ہیں تو ایسے شخص کو قرض حسنہ دینا چاہیے۔

اسی طرح خاندانی نظام میں جب بچے کمزور ہوتے ہیں تو والدین ان کا ہاتھ تھامتے ہیں۔ پھر جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو بچوں کو ان کا سہارا بننا چاہیے۔ لیکن اس باہمی تعاون کو کسی شرط کا پابند نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ایک دوسرے کی بے لوث مدد کرنی چاہیے۔

1.2خدمت کا معنی

''خدمت کا لفظ خَدمۃ یا خِدمۃ سے بنا ہے۔ جس کے معنی تابعداری ،خدمت اور اطاعت کرنے کے ہوتے ہیں ملازمت ،نوکری چاکری، ٹہل ،سیوا) (کسی کا کام کاج کرنا، محنت اور کارگزاری اور حکم بجا لانا خدمت کہلاتا ہے۔) (خدمت گار، نوکر، کسی درگاہ کا خدمتگار،متولی، مجاور) (اس کے علاوہ بھی خدمت کے بے شمار معنی مستعمل ہوتے ہیں''۔

1.3خلق کا معنی

''خلق کے معنی ہیں: خلقت ،دنیا کے لوگ، آفرنیشن ،مخلوق اس کی جمع خلائق ہے عالم اجسام، مخلوق، پیدا کردہ دنیا ، دنیا کے لوگ اور پیدا کرنے کا عمل خلق کہلاتا ہے ایک جگہ خلق کے معنی اس طرح بیان ہوئے ہیں :لوگ، مخلوق اور خلقت،مقولہ :خدمت میں عظمت ہے،مالک کی خدمت کرنے سے بڑائی حاصل ہوتی ہے۔''

خدمت خلق کے لیے انگریزی زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں۔

Charity

Social Welfare

Philonthropy

خدمت خلق کے لیے عربی زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ

زکوٰۃ

صدقات

وقف

بر

موجودہ دور میں خدمت خلق اور انسانوں کی فلاح وبہود کے لیے عملی اقدامات کیے جاتے ہیں ۔ اس سلسلے میں باقاعدہ طور پرNGO's کام کرتی ہیں۔ Non Government Organizationsایک طرح کا خدمت خلق کا پلیٹ فارم ہیں، جو پوری دنیا میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کچھ NGO's مثلاً UNOکے ادارے پوری دنیا کی خدمت اور فلاح وبہبود کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔یہ ادارے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں زیادہ سرگرم ہیں۔

NGO'sدنیا بھر کے لیے ایک جانا پہچانا نام ہیں۔ اس کے معنی اگر چہ ہر جگہ ایک ہی ہیں۔ ''ایسی تنظیم جو غیر سرکاری ہو اور نجی شعبے میں کام کرتی ہو''۔ ان تنظیموں کا تعارف اور دائرہ کار مختلف ممالک میں اور اقوام متحدہ میں مختلف ہے۔ خاص طور پر تیسری دنیا کے لیے ان کی ابتداء ایک ہمدرد اور خیراتی ادارے کی صورت میں ہوئی۔ان مسائل کو حل کرنے کے لیے حتی المقدور ان کی رہنمائی کرتی ہیں۔

1.2.1این جی اوز کا تعارف

نسل انسانی کے ارتقاء نے جب انسان کو گروہوں اور پھر آبادیوں میں رہنے پر مجبور کیا تو ایک دوسرے کے باہمی اور اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یا اپنے فطری جذبات اور تقاضوں کے تحت اپنے گروپ یا آبادی میں کمزوروں اور ضرورت مندوں کی بھلائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ کام وہ انفرادی طور پر کرنے کے بجائے اجتماعی یا تنظیمی طور پر بہتر طریقے سے کرنے لگے۔ دور جدید میں شہروں سے دیہاتوں تک دردمندانہ اور باشعور شخص اپنے علاقے اور معاشرے میں اجتماعی بھلائی کے لیے رضاکار تنظیمیں تشکیل دینے کا کام کر رہے تھے۔یہ تنظیمیں غیر سرکاری فلاحی یا رفاہی تنظیمیں کہلاتی ہیں۔

''این جی اوز اس تنظیم یا ادارے کو کہتے ہیں جو متعین مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہو اور جس کے انتظامی اور مالیاتی امور حکومتی اثرات سے آزاد ہوں''

''وہ تنظیمیں جو غیر سرکاری طور پر معاشرے کے مجموعی یا ایک مخصوص شعبے کی فلاح اور ترقی کے لیے کام کرتے''۔

غیر سرکاری تنظیم ایک غیر کاروباری اور غیر منافع بخش تنظیم ہوتی ہے جو کیمونٹی سے فنڈ اور عطیات جمع کر کے کیمونٹی پر ہی خرچ کرتی ہے۔ غیر سرکاری تنظیم کی اصطلاح چھوٹی بڑی تمام سماجی ، بھلائی ،فلاح کی تنظیموں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔بعض اوقات یہ تحقیقی تنظیموں اور فرموں کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔

''غیر سرکاری تنظیم کی اصطلاح ایسی تمام غیر منافع بخش تنظیموں کے لیے استعمال ہوتی ہے جو رضاکارانہ یا پیشہ ورانہ بنیادوں پر خیراتی یا ترقیاتی کام سرانجام دیں''۔

اس وقت غیر سرکاری تنظیموں کا جال پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ بین الاقوامی این جی اوز کی موجودگی نئی نہیں ۔ایک وقت تھا جب ایسی تنظیموں کا واحد حریف کیتھولک چرچ تھا ۔ تب سے اب تک یہ غیر سرکاری تنظیموں کا کردار جاری وساری ہے۔

1.2.2مقاصد

ان غیر سرکاری تنظیموں کا کام سرکاری عمل دخل سے آزاد ہوتا ہے یہ درج ذیل مقاصد کے لیے کام کرتی ہیں۔

خواتین کی بہبود

نوجوانوں کی بھلائی

بچوں کی بہبود

بے راہرونوجوانوں کی بھلائی

جسمانی اور ذہنی معذور افراد کی بھلائی

سماجی تعلیم

بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ

اقوام متحدہ کے چارٹر کا دیباچہ NGO'sکے مقاصد کو واضح کرتا ہے۔

''ہم اقوام متحدہ کے لوگ پختہ یقین رکھتے ہیں کہ عالمی تنظیموں اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے دنیا ایک تعمیری کردار ادا کرتے ہوئے امن وتحفظ اور معاشرتی وسماجی ترقی وتنزل نیز انسانی حقوق کی جانب بڑھے گی''۔

1.2.3عصر حاضر میں این جی اوز کا ارتقاءاور پاکستان میں ان کا کردار

کسی بھی ملک کی این جی اوز کے نظریات کو جاننے اور پرکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں۔ اس کے طریقہ کار اور کارکردگی کیسی ہے۔اس کے تحقیق کا انداز اور دیگر لوگوں اور حکومت کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں۔ اپنی صلاحیت اور گنجائش بڑھانے کے لیے کس طرح کی انتظامی ،تکنیکی اور سماجی مہارت وصلاحیت رکھتے ہیں۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد تقسیم کردہ خیراتی اداروں نے اپنا کام جاری رکھا۔ ایک جائزے کے بعد حکومت پاکستان نے ان اداروں کو سماجی اور معاشی مسائلے کے حل کے لیے ناکامی قرار دیا ۔ اس مرحلے پر اس ضرورت کا احساس ہوا کہ سماجی خدمات کے ایک مضبوط نظام کی بنیاد ڈالی ۔ چنانچہ 1951ء میں اقوام متحدہ کے تعاون سے حکومت پاکستان نے سماجی بہبود اور امداد باہمی کا مربوط نظام متعارف کرایا۔

1956ء سے 1958ء تک اس کام کو وزارت ورکس اور سماجی بہبود سرانجام دیتی رہی۔ 1958ء میں اس مقصد کے لیے الگ سے وزارت قائم کی گئی ۔ جس وزارت محنت اور سماجی بہبود کا نام دیا گیا۔ اگلے سال 1959ء میں وزارت صحت، محنت اور سماجی بہبود کو یکجا کرتے ہوئے اسے ایک مرکزی سیکرٹری کے تحت کر دیا۔ 1961ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے ''رضا کارانہ سماجی خدمات کے اداروںVoluntary social Welfare service Association''کے عنوان سے ایک قانون نافذ کیا گیا اس قانون میں سماجی اداروں کی ہیت ترکیبی ، مقاصد، دائرہ کارا ور احتساب جیسے امور صراحت کے ساتھ بیان کیے گئے۔

قیام پاکستان کے وقت مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل حل کرنے کے لیے وائے، ایم سی اے ، گنگا رام ہسپتال، جان کی دیوی، گلاب دیوی ہسپتال، جامعہ اسلامیہ، دارالفلاح اسلامیہ، آل انڈین محمڈن ایجوکیشن اور انجمن حمایت اسلام قابل ذکر ادارے تھے جنہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ دیہاتوں میں پنچائیت سسٹم کا قیام بھی غیر سرکاری تنظیموں کے وجود کا علمبردار ہے ۔ پاکستان کے قیام کے

ساتھ ہی کئی NGO’s وجود میں آنا شروع ہوگئیں۔ اپوا، پاکستان ویمن نیشنل گارڈ ، فیملی پلاننگ ایسویشن آف پاکستان، بہبود ایسویشن اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔

80کی دہائی میںNGO’s بنانا ایک فیشن بن گیا اور ہر دوسرا آدمی NGO’s کی تشکیل یا اس میں شمولیت کے لیے سرگرداں نظر آیا۔ 1980ء سے 1986ء تک پانچ ہزار سے زائد NGO’s وجود میں آئیں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی تنظیمیں وجود میں آئیں جن میں پاکستان ہلال احمر، پاکستان چائلڈ ویلفیرکونسل، ہاؤس وائف ایسویشن، یونائیٹڈ فرنٹ فارویمن رائٹس، فیڈریشن آف ڈیموکرٹیک ویمن، فرینڈز آف اپواء، ساہی، ورکنگ فارویمن آرگنائزیشن ویمن ایڈ ٹرسٹ، بہبود، صد، بنیاد، اثر فائونڈیشن ، WWOشامل ہیں۔

’’شوکت خانم میموریل ہسپتال‘‘ ایک ایسا ہسپتال ہے جو کینسر کے مریضوں کا علاج کرتا ہے۔ اس ہسپتال میں ایسے افراد جو بالکل نادار اور غریب ہیں اور ان کے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنا علاج کروا سکیں۔ ان کا زکوٰۃ فنڈ سے علاج کیا جاتا ہے۔ یہاں ہر سال ایک محتاط اندازے کے مطابق 60 فی صد افراد کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔اور انھیں موت کے منہ میں جانے سے بچایا جاتا ہے۔ یہ دکھی انسانیت کی مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ اس طرح رمضان المبارک کے آغاز سے پہلے رمضان راشن کی تقسیم اور معذور اور ضرورت مندوں کی ہر ممکنہ مدد کی جاتی ہے۔ SOSVillagesبھی ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر بے سہارا اور یتیم بچوں کی مدد کی جاتی ہے اور انھیں بھی دوسرے بچوں کی طرح زندگی کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

کراچی میں ’’الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل ‘‘ ایک ایسی NGO’sکے طور پر کام کر رہی ہے جس کے ذریعے بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور ضرورت مندوں کی امداد کی جاتی ہے اس طرح سیلاب زدگان، زلزلے، بھوک اور افلاس سے متاثر ہونے والے لوگوں کو خوراک اور رہاش کے لیے سامان اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ اور جیلوں میں مستحق قیدیوں کی امدا د بھی کی جاتی ہے۔ یہ NGO’sدنیا کی تمام مظلوم انسانیت کی بہترین مدد گار ہے۔

’’فلاح انسانیت فاؤنڈیشن‘‘ یہ بھی ایک فلاحی تنظیم ہے ۔ جو اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہے یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو زکوٰۃ وصدقات کی رقم کے ذریعے کشمیری شہیدوں کے گھروالوں کی کفالت، مساجد کی تعمیر، رمضان میں روزدارکی افطاری اور خدمت خلق کے دوسرے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔

’’فاطمیہ فاؤنڈیشن ‘‘ انسانیت کی خدمت کر کے نیکی کمانے والی ایک ایسی تنظیم ہے ۔جہاں تھیلسیما، ہیموفیلیا اور بلڈ کینسر جیسے خون کے موذی امراض میں مبتلا غریب اور نادار مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور مریض بچوں کی زندگی کے چراغ کو روشن رکھنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔فاطمیہ فاؤنڈیشن میں بھی ضرورت مندبچوں کو بروقت خون دے کر ان کی جان بچانے کی خدمت سرانجام دی جا رہی ہے۔

گزشتہ چند سالوں کے دوران دل کی بیماریوں کا شکار ہونے والے افراد میں خطر ناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق یہ پاکستان اور دنیا بھر میں اموات کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ غریب ہو یا امیر کوئی بھی کسی بھی وقت دل کےدورے کا شکار ہو سکتا ہے۔ مگر غریبوں کے لیے اس آزمائش سے نمٹنا اور علاج کی خاطر اخراجات برداشت کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں نیشنل انسٹیٹوٹ آف کارڈیووسیکولر ڈیزیزز (NICVD) اُمید کی ایک کرن ہے۔ .National Institute of Cardio vascular Foundation درمنددل رکھنے والے افراد اور اداروں کی مدد سے ایسے افراد کی بھر پور مدد کرتا رہا تاکہ ان کے دلوں کی دھڑکنوں کو بحال رکھا جا سکے۔

’’الخدمت فاؤنڈیشن‘‘ ہنگامی حالات میں مدد، تعلیم ، صحت اور دیگر شعبوں میں مذہب ، ذات پات اور سیاست سے بالا تر ہو کر خدمات سرانجام دینے والی سب سے بڑی اور قدیم اور موثر فلاحی تنظیم ہے۔ مخلوق خد ا کو خدا کا کنبہ سمجھنا اور دکھی انسانیت کی خدمت اس تنظیم کے عقیدے میں شامل ہے۔ یہ تنظیم مذہب،ذات ، فرقہ اور صوبائی اور لسانی تعصبات سے بالاتر ہو کر خدمت خلق کا کام کرتی ہے۔ مستحق مریضوں کے لیے صحت کی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے، تعلیم بالغاں کا انتظام ، قدرتی آفات کے موقعوں پر سب سے پہلے آگے بڑھ کر خدمت اور غریب ومستحق افراد کی مالی، قانونی اور اخلاقی امدا د اور جیل کے قیدیوں کی مدد ان کے اہم اہداف میں شامل ہے۔

الخدمت فاؤنڈیشن نے افغانستان پر روسی حملے کے وقت پورے افغانستان کے اندر اور پاکستان میں آنے والے افغان مہاجرین کی بھرپور مدد کی ہے۔ 2005ء کو آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے میں دل کھول کر لوگوں کی مدد کی ۔

ایک دوسرے کے دکھ بانٹنا ، ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا اور مصیبت زدگان سے ہمدردی رکھنا انسانی فطرت میں شامل ہےگاؤں، دیہات میں یہ کام انفرادی سطح پر اور محدود پیمانے پر اجتماعی طور پر ہوتا ہے۔ شہروں میں اس کا دائرہ کار نسبتاً وسیع ہوتا ہے۔ خدمت خلق کے اس ضمن میں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے انفرادی طور پر ایک نام پیدا کیا۔

بیسویں صدی کے اختتام پر دوایسی شخصیات کا بڑا تذکرہ رہا ہے جنہوں نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک آنجہانی ''مدرٹریسا'' ہیں جنہوں نے ایک لمباعر صہ غریبوں کی مدد کی ہے اور آخر دم تک ان کے درمیان رہیں۔ دنیا ان کے کام اور نام کی معترف ہے۔

رحمت کا فرشتہ کہلانے والی مدر ٹریسا 1910ء میں یورپی ملک البانیہ میں پیدا ہوئیں۔ وہ 19 سال کی عمر میں ہندوستان منتقل ہو گئیں اور نن کے طور پر چرچ سے وابستگی اختیار کر لی۔ اسی دوران انہوں نے ٹریسا کا نام اختیار کیا اور اسی نام سے دنیا بھر میں پہچان پائی۔ 1948ء میں مدر ٹریسا نے کولکتہ میں غریب افراد کے لیے فلاحی خدمات کا آغاز کیا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دکھی انسانیت کے لیے وقف کر دی اور لوگوں میں خوشیاں بانٹتی رہیں۔ مدر ٹریسا کو ان کی خدمات پر انیس سو نواسی میں امن کا نوبل انعام بھی دیا گیا۔ ناداروں، معذوروں اور بیماروں کی مدد پر انہیں دنیا بھر کی ماں قرار دیا گیا۔ مدر ٹریسا کو دنیا چھوڑے سولہ برس بیت گئے تاہم وہ لوگوں کے دلوں میں آج بھی زندہ ہیں۔

مدر ٹریسا نے بے سہارا اور قریب المرگ لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کیے اپنی خدمات سے انہیں انداز ہوا کہ وہ ان لوگوں کے لیے کام کر رہی ہے جنہیں زندگی بھر اپنا کہنے والا کوئی نہیں ملا ۔

مدر ٹریسا کا پیغام یہ تھا:

''ہر انسان کی زندگی مقدس ہے۔ سب انسان خدا کی مخلوق ہیں اور اس کا حق رکھتے ہیں کہ ان پر توجہ دی جائے اور ان سے محبت کی جائے۔''

''ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک بھر میں چھوٹی بڑی این جی اوز کی تعداد 20 ہزار کے لگ بھگ ہے۔''

دوسری شخصیت عبدالستار ایدھی ہیں جنہوں نے معاشرے کے مفلوک الحال لوگوں کے لیے سائبان کا کام دیا۔''عبدالستار ایدھی'' نے دکھی انسانیت کی خدمت کر کے خدمت خلق کے میدان میں اپنا نام پیدا کیا ۔ عبدالستار ایدھی کی شخصیت خدمت خلق کی تاریخ کی وارث شخصیت ہے۔ان کی تنظیم نے ہر حصے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ایدھی فاؤنڈیشن نے ذات اور قبیلے سے بالاتر ہو کر تمام انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنایا ۔

1.2.4پاکستان میں فلاحی اداروں کا کام

پاکستان میں چیرٹی (خیرات) کے شعبے کا جائزہ لینے کی پہلی اور کسی حد تک آخری منظم کو شش 1998 میں آغا خان فاؤنڈیشن کے تحت کی گئی۔ جس کی تفصیل 2000 میں فلنتھراپی ان پاکستان (Philanthropy in Pakistan)نامی رپورٹ میں پیش کی گئی۔ رپورٹ کے مطابق پاکستانیوں نے خدمت خلق کے مقاصد کے لئے 70.538 ارب روپے عطیہ کئے۔ان میں سے 38.161 ارب روپے انفرادی طور پر جبکہ 32.377 ارب روپے اداروں نے دیئے۔ خیرات کی مجموعی مالیت میں سے29.797 ارب روپے نقد رقم کی صورت میں دیئے گئے۔ جبکہ 11.319 ارب روپے کے تحائف اور 1.569 ارب گھنٹے رضاکارانہ خدمات کے بھی اس میں شامل ہیں جن کی مالیت 29.422 ارب روپے بنتی ہے۔اس مجموعی خیراتی رقم کا 94 فیصد مذہبی اداروں کو گیا جبکہ 65 فیصد نقد خیرات انفرادیوں کو دی گئی۔

ملک میں انفرادی طور پر کی جانے والی خیرات کے قومی سطح کے یہ پہلے اور آخری اعداد وشمارہیں۔ جبکہ اداروں کی جانب سے عطیہ کی جانے والی رقم کی تفصیلات پاکستان سینٹر فار فلنتراپی اکٹھا کرتا رہتا ہےسینٹر کی رپورٹ کارپوریٹ فلنتراپی ان پاکستان،سروے آف پبلک لمیٹڈکمپنیز 2013 کے مطابق ملک کی پبلک لمیٹڈ کمپنیز نے سال 2013 کے دوران4.8 ارب روپے عطیہ کئے۔ جس کا 39 فیصد حصہ آئل اینڈ گیس انڈسٹری نے کیا۔ اس کے علاوہ پاکستان میں سرکاری سطح پر زکوٰۃ اکٹھا کرنے کا نظام بھی کام کر رہا ہے۔ جس کے تحت 2015 کے مالی سال

کے دوران اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ کے مطابق 5749 ملین روپے زکوٰۃ کی مد میں اکٹھے کئے گئے۔

دنیا بھر میں خیرات کی(Charity)اور معاشرتی فلاح و بہبود(Philanthropy)ان سرگرمیانمیں زیادہ تر ایسی تنظیموں کے توسط سے کی جاتی ہیں جنہیں عرف عام میں این جی اوز(غیر سرکاری تنظیمیں) کہا جاتا ہے۔ این جی او کی اصطلاح اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 71 کے تحت بنائی گئی ہے۔ جس کی تعریف ایک ایسی غیر سرکاری تنظیم کے طور پر کی گئی ہے جو حکومتی اثر سے آزاد ہو اور منافع کے لئے قائم نہ کی جائے۔ دی گلوبل جرنل کے مطابق اس وقت دنیا میں ایک کروڑ این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ چیرٹیز ایڈ فاؤنڈیشن کے مطابق 2014 میں دنیا بھر میں 1.4 ارب افراد نے غیر سرکاری تنظیموں کو پیسے عطیہ کئے۔ یہ تعداد2011 میں 1.2 ارب تھی اور 2030 تک یہ تعداد بڑھ کر 2.5 ارب ہو جانے کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔

دنیا بھر میں این جی اوز کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کا اندازہ ولڈن یونیورسٹی کی اس تحقیق سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کے 80 فیصد لوگ اس بات سے متفق ہیں کہ این جی اوز مثبت سماجی تبدیلی میں شامل ہونے میں معاونت کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ جان ہاپسکن یونیورسٹی کی ریسرچ یہ بتاتی ہے کہ اگر این جی اوز ایک ملک ہوتا تو یہ دنیا کی پانچویں بڑی معیشت ہوتی۔ این جی اوز کی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں موجود اہمیت ان حقائق سے واضح ہوتی ہے کہ امریکا میں ہردس میں سے ایک فرد غیر سرکاری تنظیموں میں کام کرتا ہے اور این جی او سیکٹر امریکا میں افرادی قوت کے حوالے سے تیسرابڑا صنعتی شعبہ ہے۔ جبکہ ترقی پذیر دنیا میں این جی اوز کی وسعت کی ایک جھلک بھارت کے ان اعدادوشمار سے ملتی ہے کہ بھارت میں ہر 400 افراد کے لئے ایک غیر سرکاری تنظیم موجود ہے۔

برصغیر میں این جی اوز کا آغاز نو آبادیاتی دور سے ہوا جب برٹش گورنمنٹ نے پرائیویٹ لوگوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ آف 1860 کے تحت سماجی تنظیمونکا آغاز کریں۔ اس حوصلہ افزائی نے مختلف انفرادیوں اور کمیونیٹیوں کو مائل کیا کہ وہ صحت، تعلیم، رہائش، ثقافت اور فلاح و بہبودکے حوالے سے سماجی تنظیمیں قائم کریں۔ یوں برصغیر میں رجسٹرڈ این جی اوز کا آغاز ہوا۔ اور ان میں سے کئی ادارے آج بھی پاکستان میں سرگرم عمل ہیں۔ جن میں انجمن حمایت اسلام (1886)، دیال سنگھ ٹرسٹ (1895) اس عرصے کے دوران قائم کئے گئے۔

نو آبادیاتی دور میں ایک نمایاں مقامی انسان دوست شخصیت سر گنگا رام کی بھی تھی جن کی خدمات کو برطانوی راج نے تسلیم کرتے ہوئے انھیں سر کے خطاب سے نوازا۔ ان کے نام سے موسوم ٹرسٹ آج بھی پاکستان میں کام کر رہا ہے۔ پاکستان میں اس وقت این جی اوز کتنی تعدا میں موجود ہیں؟ اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ ملک میں پانچ سے زیادہ قوانین کے تحت این جی او رجسٹرڈ کروائی جاسکتی ہے۔ ڈائمنشن آف دی نان پرافٹ سیکٹر ان پاکستان نامی تحقیقی مقالہ کے مطابق جون 2000 تک ملک میں تین قوانین والینٹری سوشل ویلفیئر ایجنسیز آرڈیننس1961، سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860اورکمپنیزآرڈیننس 1984 کے تحت رجسٹرڈ نان پرافٹ آرگنائزیشنز کی تعداد 56219 تھی۔

پاکستانیوں کی اکثریت اگرچہ صدقہ و خیرات کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے لیکن اس کے باوجود ہم ابھی باقی دنیا سے اس شعبے میں بھی کافی پیچھے ہیں۔ جس کی نشاندہی برطانیہ کی چیرٹیز ایڈ فاؤنڈیشن کی ورلڈ گیونگ انڈکس میں پاکستان کی رینکنگ سے لگایا جاسکتا ہے۔ تین پیمانوں پر مشتمل اس انڈکس میں اجنبی افراد کی مدد، نقد عطیات کی ادائیگی اور انسانی فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے رضاکارانہ وقت فراہم کرنا شامل ہیں۔ ان تینوں کے مجموعی سکور کی مدد سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ سخی قوم کا تعین کیا جاتا ہے۔2015 کی درجہ بندی میں پاکستان دنیا کے 145 ممالک میں94 ویں نمبر پر ہے۔ جبکہ انڈکس میں موجود جنوب ایشیا کے سات ممالک میں سے اس کا پانچواں نمبر ہے۔

تینوں پیمانوں کی انفرادی درجہ بندی میں پاکستان اجنبیوں کی مدد کے حوالے سے دنیا بھر میں121 ویں۔ نقد عطیات کے حوالے سے49 ویں اور رضاکارانہ وقت کی فراہمی کے حوالے سے 107 ویں نمبر پر ہے۔ اس رینکنگ کے مطابق دنیا کی سب سے فیاض قوم میانمار کی ہے۔ امریکہ دوسرے اور نیوزی لینڈ تیسرے نمبر پر ہے۔ پہلے دس ممالک میں صرف ایک مسلمان ملک ملائیشیا شامل ہے۔ جو 10 ویں نمبر پر ہے۔ جبکہ جنوب ایشیا کا بھی ایک ملک سری لنکا 8 ویں پوزیشن پر ہے۔ لیکن ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سخاوت صرف مغربی ممالک تک ہی محدود نہیں کیونکہ

میانمار، سری لنکا اور ملائیشیا کی پہلے دس ممالک میں موجودگی اس امر کو تقویت دے رہی ہے کہ جیب نہیں دل بڑا ہونا چاہئے ۔

خدمت خلق کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کریں ۔جیسا کہ برصغیر پاک وہند میں جب سماجی خدمات کا چرچا ہوا تو بہت سے لوگوں نے اپنا مذہب تبدیل کر دیا خصوصاً ہندوؤں نے۔

مسلم اور غیر مسلم این جی اوز میں یہی فرق ہے۔ غیر مسلموں کے نزدیک خدمت ہی مذہب کی روح اور اس کی اصل غرض وغایت ہے۔ مشرکین مکہ میں بھی اس طرح کا احساس پایا جاتا تھا۔ وہ کعبۃ اللہ کی دیکھ بھال کرتے تھے، حاجیوں کو پانی پلانے کا کام سرانجام دیتے تھے جن کی خدمت کو وہ کار ثواب سمجھتے تھے۔

اسلام کسی بھی معاملے میں بے اعتدالی اور عدم توازن کو راہ پانے نہیں دیتا اور بساط زندگی میں جس عمل کی جو جگہ ہے اسے ٹھیک اسی جگہ رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کے بہت سے تقاضے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح وبہبود کے لیے جدوجہد کی جائے۔ لیکن اسے انجام دے کر کوئی شخص دین کے دوسرے تقاضوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ خدمت خلق بھی ضروری ہے لیکن ایمان باللہ سب سے بڑھ کر ضروری چیز ہے۔ ایمان کے بغیر انسانیت کی خدمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

[1]گیلانی، قادری، شاہ امیر ،محمد ،**انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ** ، ۴۷۲

[1]الحاج مولوی فیروز الدین،**اردو فیروز اللغات**، فیروز سنز لمیٹڈ ،لاہور، ۵۸۷

[1]شان الحق حقی ، **فرہنگ تلفظ**، مقتدرہ قومی زبان ،پاکستان ،۲۰۰۲ ، ۴۸۱

خواجہ ،عبدالحمید ،بی ۔اے،**جامع اللغات**، اردو سائنس بورڈ ،لاہور،طبع اول ۱۹۸۹، ۹۳۳[1]

[1]مولوی فیروز الدین ،**اردو فیروزاللغات**، فیروز سنز لمیٹڈ ،لاہور ، ۵۹۵

[1]شان الحق حقی، **فرہنگ تلفظ** ، مقتدرہ قومی زبان ،پاکستان ،۲۰۰۲، ۴۹۱

خواجہ ،عبدالحمید ،بی ۔اے،**جامع اللغات**، اردو سائنس بورڈ ،لاہور،طبع اول ۱۹۸۹: ، ۹۴۶[1]

[1] **ترجمان القرآن** (ماہنامہ)، جولائی، 2001ء، ص:71

[1] ایضاً

[1] Maleeha Hussain, ***"NGO's Successful partenership between government and NGO's donors, united nations studies paper***, P:1, 1996

[1]ام کلثوم،ڈاکٹر ، **ماہنامہ یکارملت**، لاہور، جولائی، 2000ء ص:61

[1] کیتھرین انگلش اور آدم سٹیپلٹن ، **انسانی حقوق**، ص:25

[1] پروفیسر خورشید احمد، ماہنامہ ، **ترجمان القرآن**، جولائی 2001ء، ص: 73

[1] محمد عطا اللہ صدیقی، **این جی اوز مافیاء** غیر مطبوعہ

پروفیسر خورشید، احمد، **ترجمان القرآن**، جولائی 2001ء ،ص:75